بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) سوال میں ذکر کردہ عقیدے جمہور اہل السنۃ والجماعۃ اور جمہور امت کے عقائد سے مختلف اور راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں؛ کیونکہ جمہور اہل السنۃ والجماعۃ اور علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہے: "آنحضرت ﷺ اپنی قبر (روضہ اطہر) میں زندہ ہیں، اور یہ حیات اسی دنیوی جسم مبارک میں ہے اور روضہ اطہر میں اسی دنیا والے جسدِ اطہر کے ساتھ آپکی روحِ اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جسکی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے وغیرہ" (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "المہند علی المفند")

نیز جمہور اہل السنۃ والجماعۃ اور علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ عذابِ قبر ثابت اور برحق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے، جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول مختلف دعاؤں میں عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے، عذابِ قبر سے پناہ مانگنے سے متعلق چند دعائیں درج ذیل ہیں:

اللہم إنی أعوذ بک من الکفر والفقر وعذاب القبر"

اللہم انی أعوذ بک من الجبن وأعوذ بک من البخل وأعوذ بک من أرذل العمر وأعوذ بک من فتنۃ الدنیا وعذاب القبر۔

"اللہم انی أعوذ بک من عذاب القبر وأعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال وأعوذ بک من فتنۃ المحیا وفتنۃ الممات اللہم انی أعوذ بک من المأثم والمغرم"

اللہم انی أعوذ بک من عذاب جہنم وأعوذ بک من عذاب القبر وأعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال وأعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات۔

اللہم انی أعوذ بک من الکسل والہرم والمغرم والمأثم اللہم انی أعوذ بک من عذاب النار وفتنۃ النار وفتنۃ القبر وعذاب القبر۔

عَنْ أَنَسٍ – رضي الله عنه – عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ (أَتْلَيْتَ) ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ

[صحیح البخاری، ج۱ ص ۱۸۶]

لہٰذا سوال میں ذکر کردہ عقائد کے حامل شخص کو اپنے اختیار سے امام نہ بنایا جائے بلکہ اپنی نمازیں کسی ایسے صحیح العقیدہ شخص کی اقتداء میں ادا کی جائیں جو تمام عقائد میں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کی پیروی کرتا ہو اور نیک اور صالح ہو، تاہم اگر کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھ لی گئی ہو تو نماز ہو جائیگی، خیال رہے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر ہے اسے فتنہ فساد سے بچانا ضروری ہے، اس لئے مسجد میں کسی قسم کا فتنہ برپا کرنے سے بچنا لازم ہے، اگر امام کو ہٹانے میں فتنہ کا خطرہ ہو تو اپنی نمازیں قرب وجوار کے کسی اور مسجد میں کسی بھی صحیح العقیدہ متقی پرہیزگار کی اقتدا میں ادا کر لی جائیں۔ اور اگر قرب وجوار میں کوئی اور ایسی مسجد نہ ہو تو اسی امام کی اقتدا میں نماز باجماعت مسجد میں ادا کرلیں کیونکہ اکیلے نماز پڑھنے کے بجائے مسلمانوں کے ساتھ باجماعت مسجد میں ادا کرنا بہرحال افضل ہے

(۲) جو شخص سوال میں ذکر کردہ عقیدوں کا حامل ہو اس سے دوستانہ تعلقات رکھنے یا اس سے نکاح وغیرہ رشتہ کرنے کے بجائے کسی صحیح العقیدہ اور متبع سنت شخص کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ (ماخذہ: تبویب: ۱۱/۱۳۳۲)

(۳) اگر صرف منگنی ہوئی ہے اور نکاح نہیں ہوا اور اس سے لڑکی یا لڑکے کا عقیدہ متاثر ہو کر جمہور اہل سنت کے عقائد سے ہٹ جانے کا خطرہ ہو تو اس عذر کی بنیاد پر نکاح سے معذرت کر لینا جائز ہے، لیکن اگر نکاح بھی ہو چکا ہے تو چونکہ ان سے فی نفسہ نکاح جائز ہے اس لئے جب تک شریعت کے مطابق طلاق یا خلع وغیرہ کے ذریعہ نکاح سے آزادی حاصل نہ ہو، رخصتی سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، البتہ اپنے عقائد کے معاملہ میں بہت محتاط رہنا ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۳ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۳ء